امام بغوی رح .... تذکرۃ المحدثین

—●●● تحریر: عبدالرشید عراقی ●●●—

محی السنۃ امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی گوناگوں کمالات کے جامع تھے اور اسلام کے تین اہم بنیادی علوم یعنی تفسیر، حدیث اور فقہ میں ان کو کمال حاصل تھا۔ اور ارباب سیر کا متفقہ فیصلہ ہے کہ:

" امام بغوی تفسیر، حدیث اور فقہ کے علوم کے جامع تھے اور ان تینوں علوم میں ان کا علمی تبحر اہل علم کے نزدیک مسلم تھا۔ اور ان تینوں علوم میں ہر ایک ہی میں مرتبہ کمال پر فائز تھے۔

قرآن مجید کی تفسیر میں ان کو ید طولیٰ حاصل تھا اور قران مجید کی تشریح و تفسیر میں بلند مرتبہ کے حامل تھے اور تفسیر قرآن کے ساتھ ساتھ قراءت و تجوید کے فن کے بھی ماہر تھے۔ (ابن سبکی، طبقات الشافعیہ ج ۴ ص ۲۱۴، ابن کثیر البدایہ والنہایا ج ۱۲ ص ۱۹۳، بستان المحدثین ۵۲ ، تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۵۴ ، ابن العماد الحنبلی شذرات الذہب ج ۴ ص ۲۹)

حدیث میں ان کا درجہ مسلم ہے اور حدیث میں ان کا علمی تبحر بہت بلند تھا۔ اور مورخین نے ان کو بے نظیر محدث اور معتبر و معتمد شارحین حدیث میں شمار کیا ہے۔ اور فن حدیث میں امام تسلیم کیا ہے۔

فقہ میں ان کی معلومات کا دائرہ نقل و تحقیق ہر اعتبار سے وسیع تھا اور انہیں اس فیلڈ میں امام تسلیم کیا جاتا ہے ۔ مسلک کے اعتبار سے شافعی المذہب تھے اور مجتہدانہ اوصاف کے مالک تھے ۔ ان کا شمار اکابر شوافع میں ہوتا ہے ۔ (طبقات الشافعیہ ج ۴ ص ۲۱۳ ، تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۲۵۹ ، تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۵۴ بستان المحدثین ص ۵۲ العجالہ نافعہ مع فوائد جامع ص ۱۷)

امام بغوی جس طرح اپنے علوم میں بلند مرتبہ تھے اسی طرح علم و عمل میں

بھی جامع تھے اور دینی لحاظ سے عالی مقام تھے۔ قائم اللیل اور صائم النہار تھے' زہد ورع' تقوی و طہارت ' امانت و دیانت' حفظ و ضبط اور عدالت و ثقاہت میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے ان کی زندگی تکلف اور آرائش سے خالی تھی۔ قناعت اور سادگی ان کا طرہ امتیاز تھا۔ صفائی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ طہارت اور وضو کے بغیر درس نہیں دیتے تھے۔ (تذکرة الحفاظ ج ۴ ص ۵۴' طبقات الشافعیہ ج ۴ ص ۲۱۴ ' البدائیہ و النہایہ ج ۱۱ ص ۱۹۳' تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۲۵۹ بستان المحدثین ص ۵۳)

امام بغوی ۴۳۶ھ میں قریہ بغ میں پیدا ہوئے یہ قریہ ہرات اور مرو کے درمیان خراسان کا ایک قصبہ ہے۔ یہ قصبہ اب دنیا سے ناپید ہو چکا ہے۔ یاقوت حموی نے تصریح کی ہے کہ ۶۱۶ء میں یہ قصبہ اجڑنا شروع ہو گیا تھا۔ امام بغوی اسی شہر کے رہنے والے تھے۔ (معجم البلدان ج ۲۲' ص ۲۴۵)

امام بغوی نے جملہ علوم اسلامیہ و دینیہ کی تعلیم اپنے وطن ہی میں آساطین فن سے حاصل کی۔ اور اس کے بعد علامہ ابن سبکی کی ایک تصریح کے مطابق ۴۶۰ ھ کے بعد آپ نے سماع حدیث کے لئے سفر کیا تھا۔ (طبقات الشافعیہ ج ۴ ص ۲۱۴' کشف الظنون ج ۱ ص ۳۵۲' عجالہ نافعہ مع فوائد جامعہ ص ۱۹۵ مقالات سلیمان ج ۲ ص ۳۷۰)

فراغت تعلیم کے بعد ان کی ساری زندگی تصنیف تالیف اور درس و تدریس میں صرف ہوئی۔

تصانیف

مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے ان کی ۱۴ کتابوں کے نام لکھے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے :

۱۔ الجمع بین الصحیحین ۲۔ تعلیقات فتاوی قاضی حسین ۳۔ فتاوی بغوی ۴۔ ارشاد الانوار فی شمائل النبی المختار ﷺ ۵۔ معجم الشیوخ ۶۔ تجرید ۷۔

ترجمۃ الاحکام فی الفروع ۸۔ الکفایہ فی القراء ے ۹۔ الکفایہ فی الفقہ ۱۰۔ شرح ترمذی ۱۱۔ "التہذیب فی الفقہ" اس کتاب میں امام شافعی کے مذہب کی فقہی فروع و جزئیات کی تہذیب کی ہے۔ (مقالات سلیمان ج ۲ ص ۲۷۰)

۱۲۔ معالم التنزیل :۔ تفسیر قرآن میں معالم التنزیل بہت مشہور و معروف ہے۔ اس تفسیر میں صحابہ کرام' تابعین عظام اور متقدمین علمائے تفسیر کے اقوال نقل کرنے کا زیادہ اہتمام کیا گیا ہے۔ اس لئے اس تفسیر کی حیثیت ماثوری تفسیروں کی ہے۔ امام بغوی نے اس تفسیر کے مقدمہ میں قرآن مجید کی اہمیت اس کے نزول کا مقصد اس کی تفسیر و تاویل کی ضرورت اور ائمہ سلف کی تفسیری خدمات کا ذکر کیا ہے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی کہتے ہیں:

" اس تفسیر میں اسباب نزول کی تعیین ' ناسخ و منسوخ کی تصریح فقہاء کے احکام شرعی کے استنباطات کا ذکر اور اعراب و قراءت کے اختلاف اور نحوی و صرفی اشکالات کو حل کرنے پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اور ان مباحث کی توضیح کے لئے احادیث اور صحابہ و تابعین کے آثار اور مابعد ائمہ تفسیر کے اقوال سے مدد لی گئی ہے۔ (تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۳۴۴)

تفسیر معالم التنزیل نہ طویل ہے اور نہ ہی مختصر بلکہ متوسط درجہ پر مرتب کی گئی ہے۔ جیسا کہ امام بغوی نے مقدمہ تفسیر میں اس کی تصریح کی ہے۔

مشہور مفسر علامہ علاؤ الدین خازن اس تفسیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

مشہور مفسر بغوی کی معالم التنزیل بڑی اہم اور بلند پایہ کتاب ہے۔ یہ صحیح اقوال کا مجموعہ' شکوک و تضعیف سے پاک' احادیث او آثار سے مزین اور عجیب واقعات پر مشتمل ہے۔ (مقدمہ تفسیر خازن ج ۱ ص ۳)

تفسیر لباب التنزیل جو کہ تفسیر خازن کے نام سے مشہور ہے دراصل تفسیر معالم التنزیل کی تلخیص ہے جیسا کہ صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

چونکہ تفسیر بغوی نہایت عمدہ خصوصیات پر مشتمل تھی اس لئے میں نے اس

کا انتخاب کیا ہے۔ اور اپنی تفسیر میں دوسری تفاسیر سے بعض اضافے بھی کئے ہیں نیز طلباء فن کے فائدہ کے لئے غریب احادیث کی شرح کر دی ہے۔ اور اس کی سندوں اور بعض زوائد کو حذف کر دیا ہے۔

(مقدمہ تفسیر خازن ج ۱ ص ۷)

تفسیر معالم التنزیل مصر اور ہندوستان سے شائع ہو چکی ہے۔

مصابیح السنۃ

یہ حدیث کی مشہور اور معتبر کتاب ہے اور بڑی مستند خیال کی جاتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ امام ولی الدین خطیب تبریزی کی مشہور و معروف کتاب مشکوۃ المصابیح جو عربی مدارس کے نصاب میں شامل ہے اس کی تمہ و تکملہ ہے۔

یہ کتاب ابواب و فصول میں منقسم ہے۔ ہر باب کی حدیثیں دو فصلوں میں صحاح و حسان کے عنوان کے تحت درج کی گئی ہیں۔ صحاح کے اندر بخاری و مسلم کی احادیث درج ہیں اور حسان کے اندر ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی کی حدیثیں درج کی گئی ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں :

یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہ کتاب نیت والی حدیث سے شروع ہوتی ہے اور نیت ہی ہر کام کا سرا ہوتا ہے۔ اور اس کا خاتمہ آخرت کے لفظ پر ہوا ہے جو کتاب کے حسن خاتمہ کی خبر دیتا ہے۔ (بستان الادب ص ۱۳۲)

امام بغوی نے مصابیح السنہ میں سندیں حذف کر دی ہیں جبکہ اور کتابوں کے حوالے بھی نہیں آئے۔ لیکن خطیب نے مشکوۃ المصابیح کے حوالے بھی دیئے ہیں اور ان صحابہ کے نام بھی درج کئے ہیں۔ جن سے حدیثیں مروی ہیں۔

خطیب مصابیح السنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی کی کتاب المصابیح اپنے موضوع پر بہت

جامع کتاب ہے۔ اس میں مختلف ' متفرق حدیثوں کو نہایت خوبی سے ضبط کیا گیا ہے مگر اختصار کی بنا پر سندیں حذف کر دی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ بغوی جیسے مستند شخص کا نقل کرنا ہی سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ (دیباچہ مشکوۃ المصابیح)

مصابیح السنہ صحیح اور مستند احادیث کا مجموعہ ہے اور امام بغوی نے غریب و ضعیف روایات کی نشاندہی کی ہے۔ اس حیثیت سے کتب حدیث میں مصابیح السنہ کا پایہ بہت بلند ہو گیا ہے۔

مصابیح السنہ چھپ چکی ہے۔ دو تین سال قبل مولانا عبدالشکور اثری آف شاہکوٹ نے اس کو بڑی آب و تاب سے شائع کیا ہے۔

مصابیح السنہ کی اہمیت اور خصوصیات کی وجہ سے اس کی متعدد شروح اور مختصرات لکھے گئے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی نے اس کی ۲۹ شروح اور مختصرات کے نام لکھے ہیں۔ (تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۲۴۹)

شرح السنة

یہ کتاب بھی امام بغوی کی مشہور و معروف تصنیف ہے۔ اس میں مشکلات و غرائب حدیث اور فقہی مسائل کا مفصل ذکر ہے۔ امام صاحب اس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

یہ کتاب اخبار و روایات کے گوناں گوں علوم و فوائد پر مشتمل ہے۔ اس میں حدیثوں کے مشکلات کو حل اور غریب کی تفسیر کی گئی ہے۔ نیز ان سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام اور ان میں علماء و فقہاء کے اختلافات بیان کئے گئے ہیں یہ شرح احکام کے سلسلہ میں مرجع اور ایسی اہم باتوں اور ضروری نکتوں پر مشتمل ہے جن سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔ میں نے اس میں ایسی باتیں لکھی ہیں جن پر ماہرین ائمہ سلف کا اعتبار ہے۔ اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہے جن کو ان بزرگوں نے چھوڑ دیا ہے۔ (صدیق حسن خان ص ۱۵۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں:

امام نووی ' محی السنہ بغوی اور ابو سلیمان خطابی شرح حدیث کے سلسلہ میں تمام شوافع میں زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ ان لوگوں کے قول محکم اور بحثیں پر مغز ہوتی ہیں۔ خصوصا شرح السنہ بغوی قصہ حدیث اور توجیہ مشکلات میں نہایت کافی و شافی ہیں گویا مصابیح اور مشکوۃ کی شرح اسی سے ہو جاتی ہے۔

علمائے حدیث اس کتاب کے مختصرات لکھے ہیں۔ اور خود امام بغوی نے اس کی شرح کی تجرید کی ہے۔ (تذکرۃ المحدثین ج ۲ ص ۳۵۳)

بقیہ : فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

○ جو آدمی لوگوں کو محض ہنسانے کے لیے جھوٹی باتیں بنا کر سنائے اس پر افسوس ہے۔ (تین مرتبہ فرمایا) (بلوغ المرام)

○ سب سے برا آدمی اللہ کے نزدیک جھگڑالو آدمی ہے۔ (مسلم)

○ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین روز سے زیادہ ترک ملاقات (ناراضگی) کرے۔ (موطا امام مالک)

○ ایک دوسرے سے مصافحہ کرو' دل کا کینہ جاتا رہے گا۔ ہدیہ بھیجو ایک دوسرے کے دوست بن جاؤ گے' دشمنی جاتی رہے گی۔ (ایضا)

○ مومن بزدل اور بخیل تو ہو سکتا ہے لیکن جھوٹا نہیں ہوتا (ایضا)

○ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتہ اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے (ترمذی)

○ ہر دن کا ایک خلق (طریقہ یا خصلت) ہے۔ اسلام کا خلق حیا ہے۔ رواہ مالک